جدید غزل میں مغربی لسانی عناصر

ڈاکٹر صائمہ علی
Dr. Saima Ali

ABSTRACT:

This article argues about the use of English vocabulary in Urdu Ghazal. It classifies the reasons for the inclusion of English words in Urdu for back up the argument. Urdu language is enough extensive and capacitated that it can absorb many adopted words of English language which have become an integral part of it. It illustrates how western inventions and its usage are caused for the inclusion of English words in the common use of Urdu language users. This amalgamation of English in Urdu arises many questions and this research article carries out analyses of Urdu ghazal in this context.

اُردو زبان میں انگریزی الفاظ کی آمیزش کی مختلف وجوہ ہیں۔ ان میں سرفہرست ہندوستان میں انگریزوں کی آمد ہے۔ جو پہلے تاجر اور پھر حکمران کی صورت میں تقریباً ساڑھے تین سو سال یہاں کی تہذیب پر اثر انداز ہوئے جس کا اثر زبان و ادب پر بھی پڑا۔ اس کی دوسری وجہ مغربی ایجادات اور رجحانات کی آمد ہے۔ زیادہ تر اشیاء کے نام جوں کا توں اردو کا حصہ بنے اس صورت میں ایک شے کے ساتھ اس کے متعلقات بھی ہماری زبان کا حصہ بنے مثلاً ''موٹر کار'' دو انگریزی الفاظ کا مرکب ہے لیکن اس کے ساتھ آنے والے انگریزی الفاظ کی فہرست بہت طویل ہے مثلاً انجن، گیئر، ایکسلیٹر، شو بریک، ہینڈ بریک، پٹرول، پٹرول پمپ، ڈیزل، سی این جی، ایل پی جی، ونڈ اسکرین، سیٹ، بیلٹ، اسٹیرنگ، بیک مر، سائیڈ مرر، انڈیکیٹر، ڈرائیور، شوفر، مکینک ورکشاپ، کار واش، زیرومیٹر، سیکنڈ ہینڈ، مینوئل، آٹو میٹک وغیرہ۔ یہ فہرست مکمل نہیں پھر گاڑیوں سے متعلقہ ٹریفک کا نظام یہ سب الفاظ کے ساتھ نئے تصورات بھی لاتے ہیں مثلاً ''یوٹرن'' کا لفظ اپنے موقف کو چھوڑنے والے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایک مغربی شے کے ساتھ کتنے الفاظ اور تصورات اردو میں آئے یہی صورت دوسری مغربی ایجادات مثلاً فون، کمپیوٹر انٹرنیٹ کے معاملے میں بھی ہے جس سے اس کی وسعت اور اثر پذیری کا

اسسٹنٹ پروفیسر (اُردو)، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، بنک روڈ کیمپس، لاہور

اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

انگریزی کی اہمیت اس کی بین الاقوامی رابطے کی زبان ہونے کے باعث بھی ہے کوئی بھی شخص دنیا کی تمام زبانیں نہیں جان سکتا چنانچہ ساری دنیا کا علم، ادب، تحقیق، فلم، شاعری تک رسائی کا آسان ذریعہ انگریزی زبان ہے۔

اردو میں انگریزی الفاظ کے استعمال کی سب سے اہم وجہ ہمارا قومی مزاج ہے جو صدیوں انگریزوں کی محکومی کے باعث انگریزی کے معاملے میں مرعوبانہ ہے۔ ہمارے ہاں انگریزی بولنے والے کو سماجی طور پر پڑھا لکھا اور مہذب تصور کیا جاتا ہے۔ اردو گفتگو میں انگریزی الفاظ کا استعمال دلائل کی مضبوطی کا ضامن ہوتا ہے۔ اس رویے کا اندازہ اردو اور انگریزی ذریعہ تعلیم کے سکولوں میں فیس کے فرق سے لگایا جا سکتا ہے۔ اس رویئے کے پس منظر میں بہت سے اسباب ہیں۔ جن میں امتحانی نظام میں انگریزی کی بنیادی اہمیت، معاشی و معاشرتی اسباب کے باعث سمندر پار جانے کی خواہش، ابلاغ عامہ پر انگریزی اثرات جیسی بہت سی وجوہ ہیں جن کا تجزیہ کرنا مقصود نہیں لیکن اس صورت حال سے اردو میں انگریزی الفاظ کا استعمال بہت زیادہ ہے۔

اردو میں انگریزی الفاظ بنیادی طور پر دو اقسام کے ہیں ایک وہ جن کے اردو متبادل موجود نہیں دوسرے وہ جن کے اردو مترادفات موجود ہیں لیکن انہیں کم استعمال کیا جاتا ہے۔ پہلی قسم کے الفاظ زیادہ تر اشیا کے ہیں مثلاً مغربی ایجادات فون، ٹی وی، کمپیوٹر، انٹرنیٹ وغیرہ۔ ان ناموں کو اردوانے کی کوششیں بھی سامنے آئیں مثلاً ٹرین کو ریل گاڑی اور کلاک کو گھڑیال کا نام دیا گیا لیکن بعد میں یہ کوشش بُری طرح ناکام ہوئی مثلاً لاؤڈ اسپیکر کے لیے آلہ مکبّر الصوت جیسے الفاظ کسی سطح پر بھی قبول نہیں کیے گئے۔

اس نوعیت کے الفاظ اردو کے ذخیرہ الفاظ کو وسیع کرتے ہیں۔ اردو کے مزاج میں انجذاب کی جو زبردست قوت ہے اس کی بدولت یہ الفاظ آسانی سے اردو کا حصہ بن جاتے ہیں۔ دوسری قسم کے انگریزی الفاظ جن کے اردو مترادفات موجود ہیں کا استعمال مستحسن نہیں سمجھا جاتا۔ کیوں کہ اس سے اردو کے عملی طور پر محدود ہونے کے امکانات ہیں۔ اس حوالے سے ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ ہم زبانوں کے معاملے میں اسلامی اور غیر اسلامی ماخذ میں تفریق کرتے ہیں، عربی فارسی کے الفاظ اردو میں عام ہیں بلکہ ان کا استعمال مخصوص مواقع پر مستحسن سمجھا جاتا ہے لیکن ہندی اور انگریزی الفاظ کے استعمال پر کئی سوال اٹھائے جاتے ہیں بہر حال انگریزی الفاظ کے استعمال کی نوعیت بول چال کی زبان اور شاعری کی زبان کے لیے یکساں نہیں شاعر کا تخیل الفاظ کے شجرے کے مطابق کام نہیں کرتا شعر میں ان کا استعمال مہارت اور خلاقیت کا متقاضی ہوتا ہے۔ نامانوس الفاظ بھی اگر شعر کی فضا سے ہم آہنگ ہوں تو شعر میں اجنبی معلوم نہیں ہوتے۔ غزل میں انگریزی الفاظ تشبیہ کے طور پر بھی استعمال ہوئے ہیں۔ جن سے شعر بھی خوب صورت ہوا ہے کیوں کہ یہ نئے الفاظ نئے خیالات بھی لاتے ہیں مثلاً:

کلر بکس جیسے کھلا تھا منیر
کچھ ایسے ہی منظر ہواؤں میں تھے[۱] (منیر نیازی)

گہرے خنک اندھیرے میں اجلے
تکلّفات
گھر کی فضا بھی ہوگئی شیزان کی طرح[۲] (پروین شاکر)

لوگ آئس برگ کی مانند
چھپے رہتے ہیں اکثر آنکھوں سے[۳] (عبدالعزیز خالد)

پہلے شعر میں کلر، منیر، منظر کی ’’ر‘‘ شعر میں صوتی آہنگ اور خوب صورتی پیدا کرتی ہیں، دوسرے شعر میں فضا اور شیزان میں ’’ز‘‘ کی آواز بھلی معلوم ہوتی ہے۔تیسرے شعر میں آئس اور آنکھوں میں الف ممدودہ کی موجودگی دونوں مصرعوں میں ہم آہنگی پیدا کرتی ہے تشبیہ سے وابستہ خیالات کی بات کریں تو دوسرے شعر میں ’’شیزان‘‘ ایک ہوٹل کا نام ہے جو ہماری تہذیب میں اس طریقے سے نہیں تھا پھر بیان کی گئی خصوصیات یعنی گہرے خنک اندھیرے میں اجلے تکلّفات ہوٹل کے ماحول کو بخوبی بیان کرتے ہیں جو عجمی غزل کے مقابلے میں نئی چیز ہے۔تیسرے شعر میں آئس برگ کا تصور مغرب سے آیا ہے جو وہاں کے برفیلے ماحول کے عکاسی بھی کرتا ہے۔آئس برگ کا کچھ حصہ پانی کے اوپر ہوتا ہے اور باقی پانی کے نیچے چھپا ہوتا ہے۔اس کی وجہ سے بحری جہازوں کے آئس برگ سے ٹکرانے کے نتیجے میں حادثات رونما ہوتے ہیں اس خیال کا انسانوں کے ظاہر و باطن کا فرق کو دکھانے کے لیے استعمال بہت خوب صورت اور تازہ خیال ہے۔تشبیہ کی ایک اور مثال دیکھئے:

چپکے چپکے ہی اثر کرتا ہے
عشق کینسر کی طرح بڑھتا ہے[۴] (امجد اسلام امجد)

اس شعر میں بھی اثر اور کینسر میں صوتی آہنگ ہے اس لیے کینسر کا انگریزی لفظ غرابت پیدا نہیں کر رہا۔اگر ابتدا میں کینسر کی تشخیص نہ ہو تو آہستہ آہستہ یہ پورے جسم میں پھیل جاتا ہے۔عشق کے اثرات کے لیے کینسر کی علامات کا سہارا لینا ایک نیا خیال ہے۔

انگریزی الفاظ کے استعمال میں اگر شعر کی فضا کا خیال رکھا جائے تو انگریزی الفاظ اجنبی معلوم نہیں ہوتے اس سلسلے میں دو پہلو اہم ہیں اول تو انگریزی الفاظ کا صوتی ربط شعر کے بقیہ الفاظ سے ہو دوسرے انگریزی الفاظ کے ساتھ غزل کے روایتی فارسی الفاظ استعمال کیے جائیں تو وہ انگریزی لفظ کی اجنبیت کو کم کرتے ہیں مثلاً یہ شعر دیکھیے:

اک ایسا مائیکرو چپ ہو لہو میں گرم سفر

جو عارضوں کی خبر دے بقائے جاں کے لیے[۵] (سلمان صدیقی)

اس شعر میں مائیکرو چپ انگریزی کا ایک ثقیل سائنسی لفظ ہے لیکن شاعر نے اس کے ساتھ گرم سفر، بقائے جاں اور عارضوں جیسے الفاظ استعمال کر کے شعر کی مجموعی فضا کو روایتی کرنے کی کوشش کی ہے۔ پھر مائیکرو، گرم، سفر، عارضوں میں ''ر'' کی تکرار سے شعر خوش صوت معلوم ہوتا ہے اور غالب کی زمین قارئین کو روایت سے جوڑتی ہے۔ انگریزی الفاظ کے استعمال کی چند خوب صورت مثالیں دیکھیے:

جسم جو چاہتا ہو اس سے جدا لگتی ہو
سینری ہو مگر آنکھوں کو صدا لگتی ہو[۶] (ظفر اقبال)

دن امتحاں کے پورا سلیبس ادھورا عشق
چہرہ ہے فق کتاب یہ کہنی کی ٹیک ہے[۷] (ناصر شہزاد)

اک نقرئی کھنک کے سوا کیا ملا شکیب
ٹکڑے یہ مجھ سے کہتے ہیں ٹوٹی پلیٹ کے[۸] (شکیب جلالی)

جیون کی نرسری میں کئی پھول تھے مگر
ہم نے تو آنسوؤں کی پنیری پسند کی[۹] (اختر شمار)

رات ہجراں کی سلوموشن میں صدیوں پر محیط
دن جدائی کا کہیں جیسے ابد کا انتظار[۱۰] (منصور آفاق)

منصور آفاق نے شعوری طور پر غزل میں انگریزی الفاظ کا استعمال کیا ہے لیکن یہ غزل کی روایت سے علیحدہ معلوم نہیں ہوتا۔ ان کی غزل کے انداز کے متعلق ظفر اقبال لکھتے ہیں:

''انہوں نے جگہ جگہ انگریزی الفاظ اس مہارت سے ٹانک دیئے ہیں کہ وہ اجنبی اور دوسری زبان کے لگتے ہی نہیں پھر انہوں نے دیارِ غیر میں رہتے ہوئے وہاں اپنے اردگرد پھیلی ہوئی اشیا اور ماحول کو بڑی ہنرمندی سے اپنی گرفت میں لیا ہے اور شاعری کو ایک ایسے ذائقے سے روشناس کرایا ہے جو کم از کم غزل میں پہلے موجود نہیں تھا۔''[۱۱]

غزل میں تخلیقی قوت اور قرینے کے بغیر انگریزی الفاظ کا استعمال بہت اجنبی اور بناوٹی محسوس ہوتا ہے، فطری روانی اور مناسبت نہ ہونے سے یہ غزل کے مزاج میں جذب نہیں ہوتے۔ انگریزی الفاظ کے استعمال کی مثالیں دیکھیے جہاں ان الفاظ نے شعر کو کامیاب نہیں ہونے دیا۔

تنویر اپنے پھیپھڑوں کا ایکس رے کرا

خطرے کی گھنٹیاں ہیں مسلسل حرارتیں (۱۲) (تنویر سپرا)

کس نے بنایا وقت کا پہلا کلوز شاٹ
آنکھوں کے کیمرے کے فسوں کار زوم سے (۱۳) (منصور آفاق)

سینکڑوں قیمتی پرچوں میں چھپا میرا کلام
ہوئی پے منٹ تو ایک آدھ رسالے سے ہوئی (۱۴) (اقبال ساجد)

اپنے پاس وہی ٹرانسسٹر
اس کی چھت پہ ڈش انٹینا (۱۵) (اسلم کولسری)

فون تونے کہاں کیا ہے بتا
رانگ نمبر پہ کی ہے بات بھی رانگ (۱۶) (ناصر شہزاد)

کچھ لوگ اک گلاس بیئر میں بہک گئے
ہم وہ ستم ظریف ہیں وہسکی چڑھی نہ رم (۱۷) (مصطفی زیدی)

فٹ پاتھ پہ گھومے پھرے قضا
دور عجب کلاشنکوفوں کا (۱۸) (ناصر شہزاد)

ان اشعار میں انگریزی الفاظ غیر فطری اور اضافی معلوم ہوتے ہیں اس قسم کے انگریزی الفاظ کے متعلق ناصر کاظمی لکھتے ہیں:

''آج کی نظم میں انگریزی الفاظ ایسے ہیں جیسے دیسی گھروں میں انگریزی عورتیں۔'' (۱۹)

ناصر کاظمی کی یہ رائے نظم کے متعلق ہے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ غزل میں انگریزی الفاظ استعمال کرنے کے لیے کتنی مہارت کی ضرورت ہے۔ ناصر کے استاد حفیظ ہوشیار پوری کے ہاں بھی ایک شعر میں انگریزی لفظ ملتا ہے۔

آکسیجن سے شبستان عناصر تابناک
مضطرب ہر ذی نفس اس کی رفاقت کے لیے (۲۰)

روایت سے وابستہ غزل گوؤں کے ہاں بھی انگریزی الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ انگریزی ہماری زبان میں کتنی دخیل ہے۔ انگریزی کی اثر پذیری میں دوسرے عوامل کے ساتھ اردو زبان کی لچک اور انجذاب کی صلاحیت بھی شامل ہے کہ اس میں دوسری زبانوں کے الفاظ آسانی سے جذب ہو جاتے ہیں اس کی تعمیر مختلف زبانوں کے اشتراک سے ہی ممکن ہوئی اس خصوصیت کے متعلق ڈاکٹر معین الدین عقیل

لکھتے ہیں:

''اردو ایک ایسی کشادہ دل زبان ہے جس کی فطرت اور جس کا مزاج اس حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں کہ اس کی تشکیل میں مختلف زبانوں کا حصہ ہے اس میں ہمیشہ مختلف زبانوں کے الفاظ داخل ہوتے رہے ہیں اور ان الفاظ نے وقت کے ساتھ ساتھ اس زبان میں اپنی ایک مستقل جگہ بنالی ہے دوسری زبانوں کے الفاظ کی یہ آمیزش اس میں اس حد تک ہے کہ اگر ایسے عام الفاظ کو اس میں سے نکال دیا جائے تو باقی شائد کچھ نہ رہے۔''(۲۱)

اس اقتباس سے اردو زبان میں دوسری زبانون کے الفاظ سمانے کی صلاحیت کا اندازہ ہوتا ہے اردو میں بہت سے مستعمل الفاظ کے لیے عربی فارسی متبادل موجود ہیں ان کے استعمال سے زبان محدود نہیں کشادہ ہوتی ہے مثلاً بہن کے لیے ہمشیرہ، بیٹی کے لیے دختر، بیٹے کے لیے فرزند، بھائی کے لیے برادر ماں باپ کے لیے والد والدہ کے الفاظ زبان کو وسیع کرتے ہیں چونکہ یہ الفاظ ہم طویل عرصے سے سنتے آرہے ہیں اس لیے انہیں اجنبی نہیں کہتے لیکن انگریزی الفاظ کے معاملے میں ہمارا لسانی رویہ ابھی طے نہیں ہو پایا۔ اس لیے ان کا استعمال شعر و ادب میں مناسب تصور نہیں کیا جاتا حالانکہ شاعری میں وہی زبان استعمال ہوگی جو بول چال کی ہے بول چال میں انگریزی الفاظ اتنے دخیل ہیں کہ ہم نے انہیں اردو قواعد پر ڈھالنا بھی شروع کر دیا ہے مثلاً سکول، کالج، منٹ، سیکنڈ کی جمع ہم سکولوں، کالجوں، منٹوں، سیکنڈوں کرتے ہیں۔

الفاظ کی تعضیر بنانا مثلاً کوٹ سے کوٹی، الفاظ سے متعلقہ الفاظ مثلاً فلم سے فلمی، سلیٹ سے سلیٹی، بور سے بوریت، اردو اور انگریزی الفاظ ملا کر تر کیب بنانا مثلاً ڈبل روٹی سوڈا واٹر، برقع سٹینڈ، نماز روم، بینڈ باجا، سلائی مشین، رف عمل ناول نگاری وغیرہ۔

بہت سے انگریزی اسما، اشیاء، پیشوں کے لیے اردو میں مترادفات موجود نہیں اور ہم انہیں بے تکلفی سے استعمال کرتے ہیں جب زبان میں انگریزی کا یہ عالم ہوگا تو لامحالہ اس کا اثر شاعری پر بھی پڑے گا۔ ڈاکٹر ساجد امجد کے مطابق:

''انگریزی اقدار سے وابستگی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ہمارے بعض لکھنے والوں نے سائنسی و صنعتی عہد کی اصطلاحات اور انگریزی الفاظ کو شاعری میں داخل کیا ہے۔ نظموں میں اس کی بہتات ہے لیکن بعض شعرا نے غزل جیسی صنف کو بھی اس سے آلودہ کیا ہے اور یہ جسارت اسی وجہ سے ممکن ہوسکی ہے کہ معاشرے میں یہ اشیاء اور الفاظ مقبول ہوتے جارہے ہیں۔''(۲۲)

غزل مشرقی تہذیب کی نمائندہ ہے اس کا اپنا ایک فکری و لسانی نظام ہے جس سے باہر کی اشیا اس میں بڑی مشکل سے جذب ہوتی ہیں لیکن انگریزی ہماری زبان میں اتنی دخیل ہے کہ کہیں کہیں اس کا

حصہ معلوم ہوتی ہے اس کا اثر شاعری اور پھر غزل پر بھی پڑا ہے کہ بعض غزلوں کی ردیف بھی انگریزی الفاظ کی ہے مثلاً:

ہزار کہتا رہا میں کہ یار ایک منٹ
کیا نہ اس نے مرا انتظار ایک منٹ
اگرچہ کچھ نہیں اوقات ایک ہفتے کی
جو سوچیے تو ہیں یہ دس ہزار ایک منٹ (۲۳) (باصر کاظمی)

ہار آئی ہے کوئی آس مشین
شام سے ہے بہت اداس مشین
ایک پرزہ تھا وہ بھی ٹوٹ گیا
اب دھرا کیا ہے تیرے پاس مشین (۲۴) (جون ایلیا)

سید محمد عقیل غزل کی زبان کے متعلق لکھتے ہیں؛

''نئی غزل نے بھی اس روزانہ کی زبان کو اپنے اظہارِ خیال کا محور بنا لیا ہے۔ نئی غزل کی زبان میں اس لیے وہی Catchword اور پیچیدہ اظہار کا تجربہ کیا جا رہا ہے جو آج کی زندگی میں در آئی ہے۔'' (۲۵)

مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ زبان میں انگریزی الفاظ کے استعمال کا اثر غزل پر بھی پڑا اور اس میں انگریزی الفاظ داخل ہوئے۔ بہت سے انگریزی الفاظ نئے خیالات کو لائے یہ نیا طرز احساس مذکورہ الفاظ میں ہی بہتر بیان ہو سکتا تھا چنانچہ غزل میں انگریزی الفاظ کا استعمال حوصلہ شکن نہیں بلکہ خوش آئند رجحان ہے۔ عارف عبدالمتین غزل کے اس رجحان کے متعلق لکھتے ہیں:

''یہ امر ناقابلِ تردید حقیقت کی حیثیت رکھتا ہے کہ غزل گوؤں کی لائق احترام اکثریت نے نئے عہد کی نئی حسیت کو نئی لفظیات ہی کے وسیلے سے اپنی شاعری میں پروجیکٹ کیا اور اس پروجیکشن کی فنی و عمرانی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔'' (۲۶)

جدید دور کی تہذیبی زندگی کا بیان روایتی لفظیات، استعارات سے بھی کیا جا سکتا ہے لیکن جیسا کہ عارف عبدالمتین کے اقتباس سے ظاہر ہے کہ اس کے لیے نئی لفظیات کا استعمال غزل کے فن وفکر دونوں کے لیے بہتر ہے۔

حوالہ جات

۱۔ منیر نیازی، کلیات منیر، لاہور، ماورا پبلشرز، ۱۹۸۶ء
۲۔ پروین شاکر، کلیات ماہ تمام، اسلام آباد، مراد پبلی کیشنز، س۔ن
۳۔ عبدالعزیز خالد، سراب ساحل، لاہور، مقبول اکیڈمی، ۱۹۸۷ء
۴۔ امجد اسلام امجد، ساتواں در، لاہور، جہانگیر بکس، ۱۹۹۸ء
۵۔ سلمان صدیقی، سردست، لاہور، سورج پبلشنگ بیورو، ۲۰۰۹ء
۶۔ ظفر اقبال، گلافتاب، لاہور، نیا ادارہ، ۱۹۶۴ء
۷۔ ناصر شہزاد، پکارتی رہی بنسی، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء
۸۔ شکیب جلالی، کلیات شکیب جلالی، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز
۹۔ اختر شمار، دھیان، لاہور، ملٹی میڈیا فیئرز، ۲۰۰۹ء
۱۰۔ منصور آفاق، نیند کی نوٹ بک، لاہور، اساطیر، ۲۰۰۴ء
۱۱۔ ظفر اقبال، لاتنقید، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء، ص ۴۸۵
۱۲۔ تنویر سپرا، لفظ کھردرے، جہلم بک کارنر، ۱۹۸۰ء
۱۳۔ منصور آفاق، نیند کی نوٹ بک، لاہور، اساطیر، ۲۰۰۴ء
۱۴۔ اقبال ساجد، اثاثہ، لاہور، جنگ پبلشرز، ۱۹۹۰ء
۱۵۔ اسلم کولسری، کومل، لاہور، القمر، ۲۰۰۷ء
۱۶۔ ناصر شہزاد، پکارتی رہی بنسی، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء
۱۷۔ مصطفی زیدی، کلیاتِ مصطفی زیدی، لاہور، ماورا پبلشرز، س۔ن
۱۸۔ ناصر شہزاد، پکارتی رہی بنسی، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء
۱۹۔ ناصر کاظمی، خشک چشمے کے کنارے، لاہور، مکتبہ خیال، ۱۹۹۲ء، ص ۱۸۲
۲۰۔ حفیظ ہوشیار پوری، مقام غزل، مرتبہ شان الحق حقی، کراچی، اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۳ء
۱۲۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل، مضمون، اردو میں انگریزی الفاظ کا استعمال، مشمولہ پاکستانی زبان وادب، لاہور، الوقار پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء، ص
۲۲۔ ڈاکٹر ساجد امجد، اردو شاعری پر برصغیر کے تہذیبی اثرات، کراچی، غضنفر اکیڈمی، ۱۹۸۹ء ص ۳۳۳
۲۳۔ ناصر کاظمی، شجر ہونے تک، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز
۲۴۔ جون ایلیا، گمان، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۰۹ء
۲۵۔ سید محمد عقیل، غزل کے نئے جہات، دہلی، مکتبہ جدید، ۱۹۸۹ء ص ۴۰
۲۶۔ عارف المتین، اظہاریہ، حرف دُعا، لاہور، ماہ ادب پبلشرز، ۲۰۰۷ء، ص ۱۵